بسم اللہ الرحمان الرحیم

اللھم ارنا الحق حقاً و رزقنا اتباعا و ارنا الباطل باطلاً و رزقنا اجتنابا

پچھلی امتیں اپنے انبیاء سے حقِ خالص پانے کے باوجود اپنی چند ہی پشتوں بعد گمراہ ہو گئیں تو اِس کی سب سے بڑی وجہ یہی تھی کہ ان کے عوام دین کے علم سے قریب قریب بالکل کورے ہو رہتے تھے؛ اور اگر انہیں اِس کا کچھ علم ہوتا بھی کہ حق کیا ہے تو اِس سے تقریباًنابلد ہی سے ہو جاتے کہ حق کیا نہیں ہے؟ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غیر حق یعنی غیر اسلام ان کے افکار، عقائد، شرائع اور اعمال میں بتدریج گھستا رہتا ہے اور وہ ان سب کو عین دین اسلام سمجھ کر، یا کم از کم دین اسلام کے لیے رخصتوں کی صورت میں قابل برداشت تصور کر کے اپنے سینوں سے لگاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اصل دین ان کی پشت پر رہ جاتا ہے۔

**سوال نمبر ۱:** کیا میں منافق ہوں؟

اِس سوال کا اصل جواب بذاتِ خود ایک دوسرے سوال میں پنہا ہے؛ اور وہ یہ ہے کہ "کیا میں اپنے ایمان کے ضائع ہونے سے خوف زدہ ہوں؟"۔ اگر تو اِس مذکورہ سوال کا جواب اثبات میں ہے تو الحمد للہ اوپر والے سوال کا جواب نفی میں ہے۔

ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب میں اپنے گفتار [قول] اور کردار [عمل] کو ملاتا ہوں تو مجھے اِس امر کا خوف ہوتا ہے کہ [کہیں] میں جھٹلانے والوں میں نہ ہو جاؤں؛ ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملا ان میں سب اپنے منافق ہونے کا خوف کرتے تھے؛ ان میں کوئی شخص یہ نہ کہتا تھا کہ میں جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کے ایمان پر ہوں؛ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ **نفاق کا خوف اُسی کو ہو گا جو مومن ہو** اور اِس سے بے خوف وہ شخص ہو گا جو منافق ہو۔

**سوال نمبر ۲:** کیا نفاق کی اقسام اور ان کے بنیادی محرکات کا علم ضروری ہے؟

ایمان کے دو بڑے دشمن کفر اور نفاق ہیں؛ اور ان سے بچاؤ کا واحد حل ان کے متعلق زیادہ سے زیادہ علم کا حصول اور اِس علم کی روشنی میں **اپنے اعمال کا تنقیدی جائزہ**۔

کفر کے مقابلے میں نفاق زیادہ خطرناک ہے کیونکہ کفر کی حد کو پار کرنے والے کو کوئی بھی مسلمان معاشرہ عمومی طور پر کاٹ کر رکھ دیتا ہے اور اُس کے شر سے بچنا آسان ہوتا ہے؛ اِس کے برعکس منافق کے؛ جن کے پتہ چلانے کا کوئی ذریعہ ہی نہیں۔ اِس لیے لوگوں کو خود اُن افکار؛ صفات؛ اعمال اور اخلاق کا علم حاصل کرنا اور دوسروں کو خبردار کرنا ضروری ہے جو حقیقتِ ایمان کے ساتھ کسی طرح جوڑ نہیں کھاتے اور صرف منافقوں کے ہی شایان شان ہو سکتے ہیں۔

مزید اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان سے یہ واضح ہے کہ جیسے ظاہری کافر کی اطاعت اسلام میں ممنوع ہے اسی طرح ظاہری منافقت کے علم برداروں کی اطاعت بھی ممنوع ہے؛ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا [سورۃ الاحزاب؛ ۴۸] "اور **کافروں اور منافقوں کا کہانہ ماننا** اور نہ ان کے تکلیف دینے پر نظر کرنا اور خدا پر بھروسہ رکھنا۔ اور خدا ہی کارساز کافی ہے"

## سوال نمبر ۳: نفاق کتنی اقسام کا ہوتا ہے؟

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے الفوز الکبیر میں رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں موجود نفاق کی اقسام اور ان کے محرکات کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے جو کہ آج کے زمانہ پر بھی بِعَینِہٖ چسپاں ہوتیں ہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا؛ "زمانہ رسالت میں منافق دو طرح کے تھے؛ ایک تو وہ لوگ جو زبان سے کلمہ شہادت ادا کرتے تھے مگر دل ان کے پوری طرح کفر اور جحود پر جمے ہوئے تھے، صرف دھوکہ دینے کے لیے ایسا کہتے تھے۔۔۔۔۔؛ نفاق کی اِس قسم کو **نفاق اعتقادی** کہتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ جو دائرہ اسلام میں داخل تو ہو گئے تھے مگر ان کے ایمان میں کمزوریاں تھیں؛ پختگی نہ تھی [اِس ضعف ایمانی کی مختلف نوعیتیں تھیں] مثلاً **ایک گروہ** تو ان لوگوں کا تھا جو ہر معاملہ میں اپنی قومی روش کو دیکھتے تھے۔۔۔۔۔؛ **دوسرا گروہ** ایسے لوگوں کا تھا جن کے دلوں پر دنیا کی حقیر لذتوں کا عشق بری طرح چھایا ہوا تھا، ایسی بری طرح کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت کے لیے اُن میں کوئی جگہ خالی نہیں رہ گئی تھی۔۔۔۔۔؛ **تیسرا گروہ** اُن لوگوں کا تھا جن کو معاشی افکار و اشغال نے اپنا دیوانہ بنا رکھا تھا اور وہ اِس امر کی ان کو فرصت ہی نہ لینے دیتے تھے کہ وہ آخرت کا بھی کوئی خیال کریں۔۔۔۔۔؛ **چوتھا گروہ** ایسے لوگوں پر مشتمل تھا جن کو آنحضرت کی نبوت پر پورا اطمینان ہی نہیں تھا۔۔۔۔؛ **پانچواں گروہ** ایسے افراد کا تھا جن کے اندر قبائل اور خاندانی محبت اس حد تک رچی بسی ہوئی تھی کہ اِس نے ان کو مجبور

کیا کہ اپنے اپنے قبیلوں کی تائید و اعانت میں ہر طرح کی مساعی پر ثابت قدم رہیں اگر چہ وہ اہل اسلام کے خلاف ہی کیوں نہ پڑتی ہوں۔۔۔۔؛ نفاق کی اِس قسم کو **نفاق عملی یا نفاق اخلاق** کہتے ہیں۔

**سوال نمبر ۴:** نفاق کے بنیادی محرکات کتنے اور کون سے ہیں؟

نفاق کو رویہ اختیار کرنے پر انسان کو جو چیزیں ابھارتی ہیں ان کے پیچھے بنیادی تین محرکات ہیں؛

- اسلام کو اندر سے نقصان پہنچانے کی خواہش؛
- مادی مفاد کی پرستش؛
- حقائق دینی کے صحیح ادراک سے محرومی؛

اِن میں سے پہلا محرک "نفاق عقیدہ" کے ساتھ اور تیسرا "نفاق عملی" کے ساتھ مخصوص ہے؛ جبکہ دوسرا محرک دونوں میں مشترک ہے، اِس سے نفاق عملی بھی پیدا ہوتا ہے اور نفاق عقیدہ بھی۔ قرآن حکیم بھی جب منافقین کو نصیحت کرتا ہے تو اِس کے پس منظر میں اِن ہی تین باتوں میں سے کوئی ایک بات ضرور ہوتی ہے؛

**سوال نمبر ۵:** کیا قرآن اور حدیث میں عملی نفاق کی ظاہری علامات کا بیان ہے؟

[بحوالہ حقیقت نفاق تحریر مولانا صدر الدین اصلاحی] قرآن اور حدیث میں عملی نفاق کی ۳۷ ظاہری علامات کا بیان ہے جن کی فہرست خود احتسابی کے نظریہ کے تحت اِس مضمون کے آخر میں موجود ہے۔ اِس فہرست کے مطالعہ سے ایک تشویش انگیز بات کا احساس ہوتا ہے کہ ایک عمل جس کا ذکر اِس فہرست میں جابجا موجود ہے؛ وہ عمل باوجود اِس کہ اُس عمل کی آج امت کو شدید ضرورت ہے اور اُس عمل کے متعلق کفار کا شور بھی چہار سُو ہے، مگر وہ ہمارے عوام و خواص کی اکثریت کی ترجیحات میں موجود ہی نہیں؛ بلکہ کچھ نام نہاد مسلمان اِس عمل کی مخالفت میں ہر فورم پر اُس سے بَرات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

یہ ظاہری علامات کی فہرست دونوں قسموں کے منافقین [یعنی اعتقادی اور عملی منافق] کا احاطہ کررہیں ہیں اور اُن کی موجودگی کی تعداد اور شدت ہر صاحب نفاق کے ذاتی حالات اور اُس کے انفرادی نفسانی رجحانات پر منحصر ہے۔

**سوال نمبر٦:** کیاعلاماتِ نفاق کا تعلق گناہ کبیرہ سے بھی ہے؟

بظاہر اور حقیقتاً بھی یہ تمام علاماتِ نفاق کبیرہ گناہوں میں شامل ہیں اور **اِن کا مرتکب گناہگار بھی ہوسکتاہے اور منافق بھی**؛ مگر اِن دُونوں کے بیچ فرق اور گناہگار کی امتیازی خصوصیات کو قرآن کی مندرجہ ذیل آیات میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے؛

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ [سورۃ آل عمران؛ ١٣٥] " اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں **تو خدا کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں** اور خدا کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور **جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے**"

وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ [سورۃ التوبہ؛ ١٠٢] " اور کچھ اور لوگ ہیں کہ **اپنے گناہوں کا (صاف) اقرار کرتے ہیں** انہوں نے اچھے برے عملوں کو ملا جلا دیا تھا۔ قریب ہے کہ خدا ان پر مہربانی سے توجہ فرمائے۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے"

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ [سورۃ النحل؛ ١١٩] " پھر جن لوگوں نے **نادانی سے برا کام کیا۔ پھر اس کے بعد توبہ کی اور نیکوکار ہوگئے** تو تمہارا پروردگار (ان کو) توبہ کرنے اور نیکوکار ہو جانے کے بعد بخشنے والا اور ان پر رحمت کرنے والا ہے"

لا اله الا الله؛ لا اله الا الله؛ لا اله الا الله محمد رسول الله

اللهم صل علی سیدنا محمد و علیٰ اٰلهٖ و صحبهٖ و بارك و سلم تسلیماً کثیرا کثیرا

والسلام و علیکم و رحمة الله

فرقان الدین احمد

furqanuddin@gmail.com

# عملی نفاق کی ظاہری علامات

[طوالت کے پیش نظر قرآنی آیات اور احادیث حذف کی جارہی ہیں؛ جو حضرات تفصیل کے متقاضی ہیں وہ اصل کتاب کا مطالعہ فرمائیں یا راقم سے رابطہ کریں]

{۱} ظاہر اور باطن کا مختلف ہونا۔ {۲} خود غرض اور موقع پسند ہونا۔ {۳} مشکلات میں راست بازی و دیانت کو بیوقوفی کہنا۔ {۴} اسلام اور امت اسلامیہ کے مصائب پر خوش اور اس کی ترقی اور خوش حالی کو دیکھ کر جلنا۔ {۵} مصالح اسلامی کے خلاف ساز شیں کرنا۔ {۶} اسلامی سیاسیات سے متعلق اہم امور جنہیں اہل حل و عقد کے پاس صیغہ راز میں رکھنا چاہیے ان کو عوام میں مشہور کرنا۔ {۷} ارشادات نبوی ﷺ اور فرامین الٰہی کے خلاف سرگوشیاں کرنا۔ {۸} اہل حق اور اہل باطل دونوں سے فریب کارانہ راہ ورسم رکھنا تاکہ ہر ایک کی مخالفت سے امن حاصل رہے۔ {۹} قوانین اسلام [خصوصاً جہاد کو] کو خلاف مصلحت بلکہ وجہ فساد اور ناقابل عمل سمجھنا، اس کے مقابلہ میں اپنے نفس کے وضع کردہ خود غرضانہ طرز عمل کو امن و اصلاح کا ضامن سمجھنا۔ {۱۰} فتنہ پسند ہونا۔ {۱۱} اسلام کو آج قبول کرنا اور کل اس سے برگشتہ ہو جانا محض اس لیے تاکہ عوام کو اسلام سے نفرت پیدا ہو۔ {۱۲} کفار اور دشمنان اسلام سے دلی دوستی اور محبت یا مددگاری و معاونت کا تعلق رکھنا۔ {۱۳} اسلام کی محارب اور بدخواہ قوتوں کو علمبر دارن اسلام کے مقابل امداد دینا یا امداد کا وعدہ کرنا۔ {۱۴} کفار کے ہاں رسوخ اور عزت کا طالب ہونا۔ {۱۵} اسلامی عدالت کو چھوڑ کر ایسی عدالتوں میں اپنے معاملات لے جانا جو غیر اسلامی قوانین پر فیصلہ کرتی ہوں۔ {۱۶} شریعت کے قانون پر محض اس وقت عمل کرنا جب کہ اپنا فائدہ ہوتا ہو؛ اور جہاں یہ اندیشہ ہو کہ شریعت کا فیصلہ ہماری خواہشوں کے خلاف ہو گا وہاں اس سے دور بھاگنا اور صاف لفظوں میں اس کو ٹھکرا دینا۔ {۱۷} حق کے واضح ہو جانے کے بعد اور اسے حق جان لینے کے باوجود غرور اور خود پرستی کی وجہ سے اور جھوٹی عزت کے خیال سے اپنی غلط روش پر جمے رہنا۔ {۱۸} اخلاق اور تقویٰ کے بجائے نسلی اور قومی امتیازات کو وجہ عزت و ذلت سمجھنا اور انہی امتیازات کو سوال اٹھا کر امت میں نسلی گروہ بندی پیدا کرنا۔ {۱۹} تقویٰ اور مغفرت کو ہیچ اور اپنے کو ان چیزوں سے بلند و برتر اور بے نیاز سمجھنا۔ {۲۰} اپنی عقل و فہم کو معیارِ حق سمجھنا اور قرآن کے بیان کردہ حقائق کا مذاق اڑانا یا ان پر نکتہ چینی کرنا۔ {۲۱} نماز اور اذان کا بلکہ تمام شعائر اسلامی کا مذاق اڑانا۔ {۲۲} اللہ تعالیٰ کو، اس کے رسول ﷺ کو اور اس کی آیات کو دل لگی کا سامان بنانا۔ {۲۳} مالدار مسلمانوں کے مخلصانہ انفاق فی سبیل للہ پر ریاکاری کا الزام لگانا اور غریب مسلمانوں کے تھوڑے صدقات کی ہنسی اڑانا۔ {۲۴} خدا سے یہ دعا کرنا کہ اگر مجھے تو نے مال دیا تو تیری راہ میں خرچ کروں لیکن مالدار ہو جانے کے بعد اس عہد کو فراموش کر دینا اور راہ خدا میں خرچ کرنے سے بخل کرنا۔ {۲۵} اگر راہ خدا میں کبھی خرچ کیا بھی تو قلبی کراہیت اور ناگواری کے ساتھ۔ {۲۶} راہ خدا میں صرف

کرنے کو مفت کا تاوان اور لاحاصل خرچ سمجھنا۔{۲۷} دوسرے مالدار مسلمانوں کو غریب کی مدد کرنے سے روکنا تاکہ حزب اسلامی میں بالآخر پراگندگی پیدا ہو جائے۔{۲۸} مصائب کے وقت توحید سے رشتہ عقیدت کا ٹوٹ جانا۔{۲۹} لوگوں کو اچھے کاموں سے روکنا اور برائی کی تلقین کرنا۔{۳۰} معاشرہ میں فحش اور بداخلاقی کی ترویج کرنا۔{۳۱} شیرازہ ملت کو مذہبی فرقہ بندیوں کے ذریعے درہم برہم کرنا۔{۳۲} گناہ اور برائی میں تگ و دو کرنا۔{۳۳} اپنی مطلب براری کے لیے جھوٹی قسمیں کھانا۔{۳۴} جھوٹے وعدے کرنا۔ {۳۵} بغیر کسی کارنامہ کے سرانجام دیے اس کا کریڈٹ حاصل کرنے کی کوشش کرنا یعنی جھوٹی شہرت کا حریص ہونا۔{۳۶} سلامتِ قلب حاصل نہ ہونے کے باعث سچائی اور نیکی کی حقیقتیں نہ سمجھ پانا۔{۳۷} بزدل ہونا۔{۳۸} اعدائے اسلام سے درپردہ خوشامدانہ ربط و ضبط رکھنا، صرف اس خوف سے کہ کہیں وہ کوئی گزند نہ پہنچائیں۔{۳۹} بزدلی اور عشقِ دنیا کی وجہ سے ہر مصیبت کو خواہ اس کا رخ کسی طرف ہو، اپنے ہی لیے سمجھنا۔{۴۰} اپنے "مسلم" ہونے پر توفیق الٰہی کا شکر گزار ہونے کے بجائے الٹا اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور عام امتِ مسلمہ پر احسان رکھنا۔{۴۱} نماز کی ادائیگی اور پابندی کو گراں محسوس کرنا، محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر نماز پڑھنے کی لیے مسجد میں آنا اور اس طرح سستی سے آنا کہ جس سے صاف ظاہر ہو کہ بادل ناخواستہ آئے ہیں۔{۴۲} ہلکے اور بے ضرر احکام شرعیہ پر تو عمل کر لینا، لیکن سخت اور ایثار طلب احکام سے روگردانی کر جانا۔{۴۳} جہاد کا نام سن کر کانپ اٹھنا اور میدان جہاد کی طرف رخ کرتے ہوئے شدتِ خوف سے بدحواس ہو جانا۔{۴۴} فریضہ جہاد کی ادائیگی کے وقت جب کہ عام امت اس فرض کو پورا کرنے کی لیے غنیم کے مقابل جا رہی ہو، ہر طرح کی استطاعت رکھنے کے باوجود امامِ وقت کے سامنے طرح طرح کے بہانے پیش کرنا اور پیچھے رہ جانے کی اجازت چاہنا۔{۴۵} جنگ کی ضرورت سورج کی طرح عیاں ہو لیکن مختلف تاویلوں سے [تاکہ اس آزمائش سے نجات مل جائے] اس ضرورت کا انکار کرنا۔{۴۶} جہاد کی ضرورت سے انکار تو نہ ہو لیکن اس کی تکلیفوں اور صعوبتوں کا تصور کر کے اسے مصالح کے خلاف بتانا، خود بھی گھر بیٹھ رہنا اور دوسروں کو بھی تن آسانی اور عافیت کوشی کی ترغیب دینا۔{۴۷} میدان جہاد میں مصالح ملّی اور اسلامی عزت و ناموس کے بجائے اپنی جانوں ہی کی فکر میں رہنا۔{۴۸} مسلمان ہونے کا مطلب یہ سمجھنا کہ اب ہمیں کسی مصیبت سے دوچار نہ ہونا چاہیے، کیونکہ جب ہم ہی رب السماوات الارض کے تنہا نام لیوا ہیں تو وہ ہم کو اپنے منکروں اور دشمنوں کے مقابلے میں مبتلائے مصیبت کیوں کرے گا۔ پھر جب کوئی ایسا موقع آپڑے کہ مسلمانوں کو مادی مضرت پہنچ رہی ہو تو خدا، اس کے رسول ﷺ اور اس کے بھیجے ہوئے دین اسلام کی صداقت میں طرح طرح کے شک کرنا۔{۴۹} میدان جہاد سے امام اور لشکرِ اسلام کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہونا، خواہ اپنی جان بچانے کی نیت سے یا خواہ مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے کی غرض سے۔{۵۰} شرکت جہاد کی سعادت سے محروم رہنے پر حزین و ملول ہونے کے بجائے مسرور ہونا۔{۵۱} خود رکنے کے

علاوہ دوسروں کو بھی میدان جنگ میں جانے سے روکنا۔{۵۲}راہ حق میں جان دینے کی سعادت اور ارجمندی سے بے خبر ہونا، اسے مفت کا ضیاع جان سمجھنا، اور جس طرح کسی کی بد انجامی پر افسوس کیا جاتا ہے اس طرح شہدا کی موت پر افسوس کرنا۔{۵۳} ایمان کی قوت اور صبر و توکل علی اللہ کی کیفیت کا قدر شناس نہ ہونا؛ کفر و ایمان دونوں کو اثر، نفوذ اور ثبات کے لحاظ سے ایک جیسا سمجھنا؛ اِس علم سے محروم اور اِس یقین سے خالی ہونا کہ فتح و شکست کا مدار اصلی مادّی اسباب پر نہیں بلکہ ایمان باللہ کی بخشی ہوئی قلبی استقامت پر؛ اِس حقیقت سے نا آشنا ہونا کہ حق پرست کی حمایت سے اگر دنیا جہاں کے انسان منہ موڑ لیں تب بھی اُس کے لیے غم و اضراب کا کوئی موقع نہیں۔{۵۴} صرف اُس وقت جنگ کے لیے نکلنا جب یہ توقع ہو کہ نہ کوئی خطرناک صورتِ حال واقع ہو گی اور نہ راستہ میں مشکلات اور مصائب پیش آئیں گے، بلکہ نہایت آسانی سے مال غنیمت لوٹ کر واپسی ہو جائے گی۔{۵۵} خطرہ کے وقت تو مسلمانوں کا ساتھ نہ دینا، مگر جب برا وقت گزر جائے اور مسلمان میدان جنگ سے واپس آئیں تو پوری مومنانہ صورت اور مخلصانہ لب ولہجہ کے ساتھ ان کا استقبال کرنا اور اپنے عدم شرکت کی جھوٹی مجبوریاں بیان کر کے معذرت خواہ ہونا اور محض زبانی، اور وہ بھی نمائشی، اظہار ہمدردی اور لمبی چوڑی قسموں سے لوگوں کو خوش رکھنے کی سعی کرنا۔{۵۶} اگر کسی مجبوری کی وجہ سے جنگ میں شریک ہونے کی نوبت بھی آجائے تو جماعت میں فتنہ انگیزیاں کرتے رہنا، اور اس طرح اس سے تقویت کے بجائے اور کمزور کرنا۔{۵۷} امن کو اپنی غرض کی خاطر تباہ و برباد کرنا۔ خصوصاً ایسے وقت کو اپنی مطلب براری کے لیے غنیمت سمجھنا اور اس میں فتنہ و فساد برپا کر دینا جب اقتدارِ حکومت اپنی دوسری اہم مشغولیتوں کے باعث ان کی نگرانی نہ کر رہا ہو۔{۵۸} جہاد میں شریک ہونا بھی تو محض دنیاوی فائدے کے لیے اور حصول غنائم کے لالچ سے، نہ کہ حق کو بلند کرنے اور باطل کو سرنگوں کرنے کی خاطر۔{۵۹} قربانیاں دینے کے وقت چھپ کر بیٹھ رہنا، لیکن مال غنیمت میں، یا جو شئے بھی عام مسلمانوں کی قربانیوں کے نتیجے میں حاصل ہو، اس میں حصہ بٹانے کے لیے اسلام کی فلاح و بہبود کا دم بھرتے اور ایمان کے نعرے لگاتے ہوئے آموجود ہونا۔{۶۰} وظائف، اموال غنیمت، صدقات یا زکوٰۃ کی تقسیم کے وقت زیادہ سے زیادہ مال حاصل کرنے کی سعی کرنا، اور اگر حسب خواہش حصہ نہ لگے تو بگڑ بیٹھنا اور اپنی کارگزاریوں کو دیکھنے کے بجائے امام جماعت پر بہتان لگانا۔{۶۱} ایسی پالیسی اختیار کرنا کہ بہر صورت اپنا دہانِ آز [منہ کی بھوک] بھرے۔ اگر مسلمان غالب ہوں تو ان سے بھی مالِ غنیمت میں حصہ مل کر رہے اور اگر دشمن غالب رہیں تو ان سے بھی صلہ ہاتھ آئے۔{۶۲} اسلام کی محبت کو اہل و عیال اور وطن کی محبت پر قربان کر دینا اور بوقت ضرورت دین کی خاطر ترک وطن یعنی ہجرت نہ کرنا اور غیر اسلامی طرز کی زندگی بسر کرنے پر قانع رہنا۔{۶۳} کفر کی حکومت میں بغیر کسی واقعی مجبوری کے برضا و رغبت زندگی بسر کرنا اور اس کے ساتھ تعاون کرنا؛ یہاں تک کہ اس کا حقِ وفاداری ادا کرتے ہوئے اسلام کے خلاف نبرد آزما ہو جانا۔{۶۴} ایسے

مواقع سے دور رہنا جہاں حق و صداقت کی باتیں ہو رہی ہوں اور اگر وہاں پہلے سے موجود ہوں تو چپکے سے نظر بچا کر کھسک جانا۔ {۶۵} دل کا ایسا سخت اور سیاہ اور بے حس ہو جانا کہ قرآنی نصیحتوں کا کوئی اثر نہ ہو بلکہ انہیں قابل نفرت سمجھ کر ان سے اعراض کرنا۔ {۶۶} جماعتی حیثیت سے منتشر رہنا؛ دلوں کا ایک دوسرے سے پھٹا ہوا ہونا اور بظاہر متحد معلوم ہونے کے باوجود باہم دگر کھنچے ہوئے رہنا۔ {۶۷} حرام خوری میں چھوٹ ہونا۔ {۶۸} وعدہ خلافی کا عادی ہونا۔ {۶۹} امانت میں خیانت کر جانا۔ {۷۰} جھگڑتے وقت گالیوں پر اتر آنا۔ {۷۱} جھوٹ بولنا۔ {۷۲} روٹی اور پیٹ کو اپنی توجہات اور مساعی کا مرکز بنانا۔ {۷۳} دین کے سچے مخلص اور صاحب عزم خدمت گزاروں سے بغض رکھنا۔

خصوصی نوٹ؛ معزز قاری انتہائی ادب سے آپ سے مندرجہ ذیل گزارشات ہیں؛

۱۔ اگر آپ اس مضمون کے مندرجات سے متفق ہیں تو اپنی دینی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب تک پہنچانے کا فریضہ ادا کریں تاکہ اس نازک مسئلہ میں لاعلمی کہیں ہمیں آخرت میں خسارہ پانے والوں میں شامل نہ کر دے۔

۲۔ اگر آپ اس مضمون کے مندرجات سے متفق نہیں ہیں تو راقم کی اصلاح فرمائیے اور اس مضمون میں موجود غلطیوں کی نشاندہی فرما کر راقم پر احسان عظیم فرمائیے۔